88

خدا تعالیٰ پر مضبوط ایمان کی ضرورت ہے

(فرمودہ ۲؍ جولائی ۱۹۲۰ء)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

وہم بالعموم نااُمیدی اور مایوسی اور حیرت سے پیدا ہوتا ہے۔ یا ان تمام چیزوں کا اگر مجموعی ایک نام رکھ دیا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ عدم یقین سے پیدا ہوتا ہے۔ مایوسی عدم یقین کا نتیجہ اور نااُمیدی بھی عدم یقین کا نتیجہ ہے اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی مایوسی نہ ہو۔ حیرت نہ ہو۔ نااُمیدی نہ ہو۔ تو وہم بہت حد تک دنیا سے مٹ جاتے۔

ہمارے ملک میں اوہام پرستی بہت ہے۔ مثلاً کہتے ہیں۔ کہ جنوں کا سایہ ہوگیا۔ بھوت پریت کا سایہ ہوگیا دیوی دیوتا کا اثر ہوگیا۔ اس کی وجہ وہی عدم یقین ہوتا ہے۔ جو حیرت سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب وہ کسی مریض کو دیکھتے ہیں کہ باوجود علاج کے اس کو صحت نہیں ہوتی۔ تو ان کو حیرت ہوتی ہے اور اس حیرت میں دماغ پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہر طرف ہاتھ مارنے شروع کرتے ہیں۔ اسی حالت میں کسی کو یہ جنوں اور بھوتوں پریتوں کا بھی خیال آجاتا ہے۔ اسی طرح وبائیں پڑتی ہیں۔ تو لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی ستارہ کا نتیجہ ہے۔ یا کسی پاگل کو بکواس کرتا دیکھتے ہیں۔ تو خیال کرتے ہیں کہ یہ اس کی قوت قدسی کا نتیجہ ہے۔ یا مثلاً ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اندھا اور لولا لنگڑا ہوتا ہے۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد مر جاتا ہے۔ ایک شخص غور کرتا ہے کہ اس بچہ کو کس نے پیدا کیا۔ اور اس کے پیدا کرنے کا مقصد کیا تھا۔ مگر یہ اس مقصد کو بغیر پورا کئے چلا گیا۔ یہ آیا تھا مگر وہ سامان نہ لایا تھا۔ جو اس کے لیے اس مقصد کو پورا کرنے میں کام آتے۔ وہ غور کرتا ہے مگر سرچشمہ علم حقیقی تک نہیں پہنچتا۔ اس لیے وہ حیران ہو جاتا ہے۔ اور اس کا واہمہ پرواز شروع کرتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ دنیا میں سزا اس وقت ملتی ہے۔ جب کوئی جرم کرے چونکہ اس کا اندھا یا لنگڑا یا اور نقص لیے ہوتے پیدا ہونا ایک سزا ہے۔ اس لیے ماننا پڑا کہ اس نے کبھی پہلے جرم کئے ہونگے۔ جن کی سزا میں اس کو ناقص پیدا کیا گیا ہے۔

چونکہ اس غور کرنے والے کو حقیقی وجہ نہ معلوم ہوئی۔ اس لیے وہ حیرت کے باعث اس وہم میں مبتلا ہوگیا کہ یہ سزا ہے۔ جو کسی پہلی پیدائش کے جرم کے بدلے ملی ہے۔ اسی طرح جب کوئی بیمار ہوتا ہے اور اس کا علاج کیا جاتا ہے، مگر اس کو صحت نہیں ہوتی تو اچھے اچھے مضبوط لوگوں کو دیکھا ہے کہ اوہام کے باعث جھاڑ پھونک کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں چلو اس کو بھی آزما دیکھو۔ تو باوجود عقل کے لوگ وہم میں مبتلا ہو کر جھاڑوں۔ ٹونوں اور ٹوٹکوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ یا مشرکانہ طور پر قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ اور پیر فقیر کی منت مانتے ہیں۔ یہ تمام خیالات اسی وقت پیدا ہوتے ہیں جب مایوسی پیدا ہوتی ہے۔ کسی مریض کے متعلق جب ڈاکٹر جواب دے دیتا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ چلو اب جھاڑا ٹونا ٹوٹکا ہی کرلیں۔ شاید اسی سے شفا ہو جائے۔ اس وقت "شاید" آ کودتا ہے۔ تو مایوسی سے وہم پیدا ہوتا ہے۔ عدمِ یقین سے وہم پیدا ہوتا ہے اور حیرت سے وہم پیدا ہوتا ہے۔

ایک مشہور فریبی گزرا ہے۔ اس نے اس طرح اپنی اولیائی جمائی تھی کہ کچھ لوگ ایک جہاز میں بیٹھے جا رہے تھے کہ سخت طوفان آیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جاتے۔ اس موقع پر اس نے یہ خیال کرکے کہ اگر جہاز غرق ہوگیا۔ تو ہم سب ڈوب جائیں گے۔ نہ میں ہونگا نہ مجھ سے پوچھنے والا کوئی ہوگا لیکن اگر جہاز نہ ڈوبا تو میری کرامت چل جائے گی۔ کہا کہ مجھے پتہ لگا ہے کہ جہاز غرق نہ ہوگا۔ خدا کی قدرت جہاز غرق نہ ہوا اور نادانوں نے خیال کرلیا کہ یہ ولی ہے۔ اور اس کے پیچھے لگ گئے۔ یہ ان شخصوں میں سے ایک ہے جس نے اپنی شرارت سے دنیا میں گندے عقاید پھیلاتے ہیں۔ پھر عورتیں بہت جلد وہم میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ ذرا بچہ بیمار ہوا اور وہ قبروں پر دوڑی گئیں۔ یا کسی مسجد کے محراب میں دیا جلا دیا یا کسی دیوی دیوتا کی نذر مان لی یا تیل ماش بانٹ دیا۔

وہ قوم جس کو تمام دنیا ذلیل سمجھتی ہے اور جن کے مذہب کو جھوٹا مانا جاتا ہے۔ باوجود اس کے اس مذہب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ مانی جاتی ہے۔ کہ اس میں ایک خدا کو منوایا جاتا ہے۔ اور جس کی بڑی خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ خدا کو ماننے والی اور خدا پر بھروسہ کرنے والی قوم ہے۔ حیرت ہے کہ وہ بھی مایوس ہوتی ہے۔ تو دہموں کی طرف دوڑتی ہے اور ٹونے ٹوٹکے پر عمل کرتی ہے۔ وہ کتاب جو خدا کی طرف سے آئی اور مسلمانوں نے اس کو مانا۔ اس میں خدا کی ذات اور صفات کے متعلق بہت کچھ بیان کیا گیا ہے، لیکن اس کتاب کو چھوڑ کر اور ایسے خدا کو چھوڑ کر جس کی قدرت اور طاقت کے انھوں نے بیشمار نمونے دیکھے۔ وہم کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ اگر ان کو خدا پر اتنا بھی ایمان ہوتا جتنا اوہام پر ہے۔ تو یقیناً تب بھی وہ کامیاب ہو جاتے۔ وہ "شاید" کہتے ہوتے

ٹونوں ٹوٹکوں کی طرف تو دوڑتے ہیں۔ مگر کم از کم "شاید" کہتے ہوئے بھی خُدا کی طرف نہیں آتے۔

آج مسلمانوں کی جو حالت ہے اس حالت میں اگر وہ خدا پر شاید کہتے ہوتے بھروسہ کرتے، تو بھی وہ ہلاکتوں سے بچ جاتے وہ اللہ جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ وہ اللہ جس نے محمد رسول اللہ جیسا رسول مبعوث کیا۔ اور پھر وہ اللہ جس نے اس زمانہ میں اپنا مامور اور نبی بھیجا۔ تاکہ وہ اسلام کی امداد کرے۔ اس کے متعلق اگر ان کو اتنا بھی خیال ہوتا کہ شاید ہاں شاید وہ ہماری مدد کرے تو اللہ تعالیٰ ان کو ضائع ہونے سے بچا لیتا۔ مگر افسوس ان کو اتنا بھی ایمان نہیں جتنا ان کو اپنے وہم پر یقین ہوتا ہے۔ وہ وہم جس کی کوئی تصدیق نہیں کرتا۔ اور تمام دانا اس کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ اور اس کے متعلق جاننے اور یقین رکھنے کے باوجود کہ یہ کوئی چیز نہیں۔ پھر اس پر شاید کہتے ہوئے بھروسہ کر لیتے ہیں۔ لیکن وہ جس کی طاقتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جس نے تمام نبیوں کے وقت میں اپنی طاقتوں کا اظہار کیا۔ اور جس کی طاقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت ظاہر ہوئی۔ اور اولیاء اُمت اور مجددین کے زمانوں میں جس کی طاقت نے اپنا کام کیا۔ اور اس زمانہ میں مسیح موعود کے ذریعہ جس خدا کی قوتوں کا ظہور ہوا اور ہو رہا ہے۔ ایسے قوتوں اور طاقتوں والے خدا پر وہم جتنا بھی بھروسہ نہیں کرتے۔ کاش مسلمان شاید کہتے ہوتے ہی اس کی طرف پھرتے کہ دیکھو شاید وہ ہماری مدد کرے۔ ممکن ہے ہماری دستگیری ہو۔ اگر وہ شاید کہتے ہوتے وہم جتنا بھی بھروسہ خدا پر کرتے۔ تو وہ اتنا کچھ دیکھتے کہ دُنیا حیران رہ جاتی۔ مگر افسوس وہ اتنی بھی توجہ نہیں کرتے۔

اسلام گر رہا ہے (اسلام سے مراد وہ سوسائٹی ہے جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتی ہے) دُنیا اس سوسائٹی کو مٹا رہی ہے۔ ان کو حقارت سے دیکھتی ہے۔ لیکن اس کا چارہ کار وہ وہموں سے کرتے ہیں۔ اور خُدا سے وہم کی طرح بھی چارہ کار نہیں چاہتے۔ کاش! ان کی نظریں بطور گمان کے ہی اس طرف پڑتیں۔ وہ ٹونے ٹوٹکے کی طرح ہی ادھر متوجہ ہوتے۔ مگر کسی کی نظر بالشویکوں کی طرف پڑتی ہے۔ کوئی افغانستان کی طرف دیکھ رہا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اِدھر سے مدد چلی آرہی ہے کوئی اس وہم میں مبتلا ہے کہ سارے مسلمان اکٹھے ہو کر یورپ کی سلطنتوں کا مقابلہ کریں گے۔ غرض کسی کی نظر کسی کی طرف جاتی ہے۔ کسی کی کسی طرف۔ اور اگر نظر کسی کی طرف نہیں جاتی تو وہ خُدا ہے۔ یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آج مسلمانوں کو خدا پر اتنا بھی ایمان نہیں۔ جتنا ٹونے ٹوٹکے پر ہوتا ہے۔

مگر مَیں پوچھتا ہوں۔ ہماری جماعت والے کیا کرتے ہیں۔ یہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے پاس وہ طاقت ہے۔ مگر یہ فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ جتنا فائدہ اُٹھانے کا حق ہے۔ یورپ کو جو کچھ ملا

دیکھو وہ اس کو کیسے استعمال کرتا ہے۔ ایک ذرہ تک اس کا ضائع نہیں ہونے دیتا۔ مگر ہمارے لوگوں کو خُدا پر ایمان ہے۔ یہ خدا کی اتنی بڑی طاقت اپنے پاس رکھتے ہیں۔ مگر اس سے کام نہیں لیتے۔ اس لئے جہاں مسلمانوں پر اس بات کا افسوس ہے کہ وہ خدا پر وہم جتنا ایمان بھی نہیں رکھتے۔ وہاں احمدیوں پر اس بات کا افسوس ہے کہ ان کو ہتھیار تو دیا گیا۔ مگر وہ اس کو چلانے اور اس سے کام لینے میں پوری کوشش نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ہستی اور طاقتوں پر کامل ایمان بخشے۔ اور ہماری نظروں کو اپنی طرف پھیر لے۔ اور وہی ہماری خواہش ہو جاتے۔ ہم اس کے حضور گریں اور وہی ہماری سپر ہو۔ اور اسی پر ہم بھروسہ رکھیں۔"

(الفضل ۱۲ر جولائی ۱۹۲۰ء)